مقیاس الحنفیت
المقیاس پبلشرز
۴۔ دربار مارکیٹ ○ لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا كتابنا ينطق عليكم بالحق صدق الله العظيم

في رد

أهل الغراب والباغسية

اڈیشن ستائیسواں ـــــ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ

قیمت ـــــ روپے

ناشر

محمد عبدالوہاب، محمد عبدالتواب، ظل عمر صدیقی

(۱) دار النفیس، اچھرہ لاہور

(۲) النفیسات پبلشرز ۲۔م دربار مارکیٹ، لاہور

علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کو جائے یا انبیاء اولیاء اور صالحین کے وسیلہ کا
اظہار کرے تو اس پر مشرک کا فتوے لگا کر محمد بن عبد الوہاب کے مخالف مذہب ہونے
کی بنا پر اس کو قتل کیا جاتا۔ لیکن اللہ نے اس کے بھائی شیخ سلیمان کو اس کے مقابلے
کے واسطے بنا دیا۔ جس نے تحریراً و تقریراً اپنے بھائی کا رد کیا۔ محمد بن اسمٰعیل یمنی نے محمد بن
عبد الوہاب کی کتابوں کا مطالعہ کرکے وہابی مذہب کو قبول کر لیا۔ محمد بن اسمٰعیل یمنی نے یمن
میں وہابیت کو کافی فروغ دیا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک میں کافی اشاعت
کی۔ اس طرف ہند میں شاہ ولی اللہ صاحب ہندی ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے جو محمد بن عبد الوہاب
نجدی سے ۹ برس چھوٹے تھے۔ شاہ صاحب نے اپنے والد ماجد سے تمام علوم حاصل کیے
شاہ صاحب کا عقیدہ حنفی تھا۔ اور انہوں نے اپنے باپ شاہ عبد الرحیم صاحبؒ کی
ولایت کی جانشینی اختیار کی۔ شاہ صاحب کا نام احمد تھا۔ شہرت اس حد تک پہنچ
گئی کہ کوئی شاہ ولی اللہ کہتا تھا کوئی قطب الدین کے لقب سے نوازتا تھا۔ چنانچہ آپکو
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت نے اتنا بھانپا کہ آپ نے ایک قصیدہ مدحیہ جس کا نام
الطیب النغم فی مدح سید العرب و العجم تحریر فرمایا۔ جسکا ایک
شعر تحریر کیا جاتا ہے ؎ صـ۲۲

وَصَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَاخَيْرَ خَلْقِهٖ وَيَاخَيْرَ مَامُوْلٍ وَّيَاخَيْرَ وَاهِبِ

خود ترجمہ فرماتے ہیں (یعنی رحمت فرستد بر تو خدائے تعالےٰ اے بہترین خلق خدا و
اے بہترین کسیکہ امید او داشتہ شود و اے بہترین عطا کنندہ) اور بزرگان دین کے
تمام وظائف کا ہر روز ورد فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ الانتباہ فی سلاسل اولیاء
ایک کتاب لکھی جس میں لکھا کہ اور ادفتحیہ جس میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صحیح
ہے۔ مجھے اجازت ہے میں پڑھتا ہوں۔ جواہر خمسہ بھی پڑھا کرتے تھے جس میں یا شیخ عبد القادر
جیلانی شیئاً للہ موجود ہے اور ہر روز پڑھتے تھے۔ اچانک ارادہ حج آپ کو حجاز لے گیا

وہاں محمد بن عبد الوہاب نے دیکھا کہ بڑا ذی اثر عالم ہے۔ شاہ صاحب سے بڑی محبت وغیرہ اختیار کیا۔ اور اپنے عقائد سے شاہ صاحب کو ورغلانا شروع کیا۔ داناؤں نے سچ کہا ہے

صحبت بد راہ تباہ مے کند | دیگ سیاہ جامہ سیاہ مے کند

باپ کی صحبت نے شاہ صاحب کو رنگا۔ اور حرمین شریفین تک رسائی کروا دی جس کے متعلق آپ نے کئی کتابیں لکھیں۔ دیکھئے فیوض الحرمین وغیرہ۔ نجدی کی صحبت میں تو رسائی بھی گئی۔ اور رنگ بھی جاتا رہا۔ جب واپس پہنچے تو حالت دگرگوں ہو چکی تھی۔ اور اپنے والد ماجد کا عطیہ ولایت بھی کھو بیٹھے تھے کہ والد ماجد کے سمجھے ہوئے مریدین نے جب ہتک آمیز کلمات بزرگوں کی شان میں سنے تو دست افسوس ملتے ملتے علیحدہ ہو گئے۔ محمد بن عبد الوہاب کے عقیدہ کی چند کتابیں بلاغ المبین وغیرہ انبیاء و اولیاء کی توہین میں شائع کیں مسلمانان ہندوستان کا چونکہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی سعی بلیغ سے حنفیت کا رنگ پکا ہو چکا تھا۔ اور شاہ عبدالرحیم صاحب کی صحبت سے لگ متاثر تھے۔ شاہ صاحب کی تحریر و تقریر مسلمانوں کو بے رنگ نہ کر سکی۔ دہلی میں ایک شور برپا ہو گیا کہ ولی اللہ وہابی ہو چکا ہے چنانچہ حیات طیبہ کے صفحہ پر درج ہے کہ تمام علماء اسلام نے متفقہ طور پر فتوے الکفر صادر کئے تو شاہ صاحب کا بدی و علمی وقار ہبا منثورا ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اپنے نئے مذہب وہابیہ کی اشاعت کے واسطے اپنے خاندانی مذہب حنفی کے نام کو بدل کر محمدی رکھ لیا۔ چنانچہ چند متزلزل اشخاص شاہ صاحب کے معتقد بن گئے۔ اور مذہبی آسانی اور آزادی دیکھ کر پسند کر لیا۔ اور شاہ صاحب کے ہر وقت حفاظت میں مقید ہو گئے کیونکہ ہر مسلمان شاہ صاحب کے کلمات کو انبیاء اللہ و اولیاء کرام کے برخلاف برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اور چونکہ مسلمان فرقہ وہابیہ سے باخبر ہو چکے تھے۔ اس واسطے عوام و خواص ان کو سوائے محمدی کے وہابی ہی کہتے تھے۔ کیونکہ سوائے شاہ صاحب کے اور کوئی عالم شخص وہابی نہ تھا۔ لوگ اس وقت شاہ صاحب کو بڑا مذہبی مجرم سمجھ کر حملہ آور بھی ہوتے

تھے۔ لیکن حکومتِ اسلامی کے انصاف سے خائف تھے۔ شاہ صاحب کس مپرسی کی حالت میں اپنے دینی وطن نجد کو آبائی وطن پر مقدم سمجھتے ہوئے محمد بن عبد الوہاب کے پاس جاکر وہابیت کے متشدد نمائندے کی حیثیت میں قیام پذیر ہوئے۔ چنانچہ اخیر عمر میں پھر لوٹے۔ محمدی مذہب کی حالت میں جب ہندوستان پھرے تو اپنے جانشین و لائق بیٹے شاہ عبد العزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب چھوڑ گئے۔ ان دو حضرات نے بھی اپنے دادا کے حنفی مذہب کو پسند فرمایا۔ لیکن آبی اثر ضرور متاثر ہوتا ہے کچھ نہ کچھ شاہ ولی اللہ صاحب کا معمولی سا رنگ چڑھا۔ جس کا علمائے کرام نے کافی جواب دیدیا۔ ان کے بعد ۱۱۹۳ھ میں ان کے بھتیجے اسمٰعیل پیدا ہوئے۔ علمِ دین حاصل کیا لیکن تحریر سے بچارے بالکل عاری تھے۔ محمد اسمٰعیل صاحب نے بھی شاہ ولی اللہ صاحب کی "تائید میں اپنا مذہب محمدی کہلوایا۔ گو تمام مسلمان ان کو بدعتی اور وہابی کے نام سے مدعو کرتے تھے۔ اسمٰعیل صاحب نے اپنے ساتھ ایک بالکل اَن پڑھ شخص سید احمد بریلوی کو وہابیت کا دستی ممد و معاون بنا لیا۔ دہلی میں کچھ حنفیت غالب تھی۔ صاحبزادگان شاہ ولی اللہ صاحب عقیدہ احناف کے مطابق فتوے دیتے تھے۔ بھلا اسمٰعیل صاحب کی کون سنتے۔ اسمٰعیل صاحب چاہتے تھے کہ میں وہابیت کا پرچار کھلم کھلا کروں اور اس مذہب کی اشاعت ہندوستان میں بھی ہو۔ لیکن ان کو کوئی موقعہ نہ ملتا تھا۔ آخر کتاب التوحید مؤلفہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی ترجمانی میں کتاب تقویۃ الایمان صراطِ مستقیم اور تنویر العینین وہابیت کی تائید میں شائع کیں۔ لوگ سوائے چند اشخاص کے کتابیں پڑھ کر بڑے متنفر ہوئے اور ان کے جواب میں کتابیں لکھیں۔ چنانچہ سکھ قوم حکومت مغلیہ سے باغی ہو کر صوبہ پنجاب کے حاکم بن چکے تھے۔ انہوں نے مسلمانانِ پنجاب پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے کہ خدایا تیری پناہ۔ اسمٰعیل صاحب نے سیاسی موقعہ سوچا کہ سکھوں کے برخلاف اعلانیہ جہاد کر کے مسلمانوں کو اپنی فوج بنا کر پنجاب فتح کیا جائے تو حکومت وہابیہ قائم ہو جائیگی

بعد آہستہ آہستہ سارا ہندوستان وہابیہ سے پُر ہو جائیگا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب اور سید احمد صاحب نے سرحد ہندو افغانستان میں آگر آزاد قبائل کو سکھوں کے برخلاف جہاد کے واسطے بھڑکایا ان میں چونکہ جہاد کی تڑپ پہلے ہی موجود تھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ لیکن اللہ کریم کو دونوں کی کامیابی الاعمال بالنیات کے اصول سے منظور نہ تھی۔ سکھوں کے مقابلہ میں شکست فاش دی۔ اور سنہ ۱۲۴۶ھ میں سکھوں کے ہاتھوں قتل کروا دئے۔ اور ساری سکیم ملیامیٹ ہو گئی۔ اس طرف حجاز میں سنہ ۱۲۲۰ھ میں سعود امیر وہابیہ نجدیہ نے تمام قبے شہید کر دئے حتےٰ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر بھی شہید کر دیا۔ سنہ ۱۲۲۹ھ میں سعود کے فوت ہونے کے بعد اس کی جگہ عبداللہ بن سعود جانشین ہوا۔ سنہ ۱۲۳۳ھ میں ابراہیم بادشاہ مصر نے عبداللہ کو شکست دے کر عبداللہ کو قید کر کے مصر لے گیا۔ اور حجاز پر قبضہ کیا۔ ۱۲۳۵ھ میں عبداللہ بن سعود نجدی کو مصر کے ہمایوں دروازہ کے پاس قتل کروا دیا۔ ہندوستان میں مولوی مملوک علی صاحب جو تمام دیابنہ کے استاد ہیں دہلی میں اجمیری دروازہ عربک ہائی سکول کے مدرس اوّل تھے۔ ان کو حرمین شریفین کی زیارت کا شوق ہوا تو وہاں پہنچتے ہی وہابیت سے متاثر ہو گئے۔ اور اپنا نام مملوک علی کی بجائے مملوک العلیٰ بدل دیا۔ اور اور واپس گھر پہنچتے ہی نانوتہ ضلع سہارنپور سے مولوی محمد قاسم صاحب کو ساتھ لیتے آئے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب بھی مولوی مملوک علی صاحب کے پاس پہنچ گئے۔ دونوں نے مولوی صاحب مذکور سے علوم حاصل کئے۔ یہ دونوں مولوی مملوک علی صاحب کے بڑے شاگردوں میں سے تھے حقیقۃً مولوی مملوک علی صاحب سلطنت مغلیہ حنفیہ کے خوف سے اور علماء کرام کے جم غفیر کے ہراس سے اپنے وہابی مذہب کی علی الاعلان اشاعت تو نہ کر سکتے تھے۔ لیکن درس میں عقائد وہابیہ کے کئی پرزے تیار کر لئے۔ جو اس قابل بن گئے کہ عوام کالانعام کو وہابی عقیدہ سے مضبوط کر کے وہابی مشن کی ترقی کریں۔ مولوی مملوک علی صاحب دیوبندی مذہب کی مشین ہیں باقی سب پرزے یا فرع ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب مذکور نے

چند دیگر علماء کو کسی لالچ یا کئی دیگر وجوہات سے اپنا ہم عقیدہ بنا لیا۔ مثلاً مولوی صدر دین صاحب وغیرہ۔ نے تمام عقیدہ وہابیہ اور اعمال حنفیہ سے مجموعہ ایک مستقل مذہب ایجاد کر لیا۔ حکومت مغلیہ کا جب زوال ہوا اور حکومت برطانیہ مسلط ہوئی تو مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے مولوی رشید احمد صاحب کی امداد سے ریاست بہاولپور میں اپنا تسلط جمانا شروع کر دیا تو ہمارے بزرگ مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے عقائد فاسدہ پر دونوں سے مناظرہ کر کے ان کو والیٔ ریاست کی طرف سے اخراج کا حکم صادر فرمایا۔ اور ان کی شکست کا ایک رسالہ تقدیس الوکیل شائع کیا جس میں ان کے تمام عقائد جمع کر کے عرب و عجم کے علماء دین سے فتویٰ کفر ثبت کروا کر تمام ہندوستان میں تقسیم کیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ وہابیہ منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ آخر بچاروں نے تنگ آ کر ہندوؤں کے ساتھ کانگرس جماعت کی تبلیغ شروع کر دی۔ یہاں تک کہ ہندوانہ لباس بھی اپنا فخر سمجھا اور برخلاف قرآن کریم ہندو مسلم اتحاد کا سبق دینا شروع کر دیا۔ حتےٰ کہ ہندوؤں کے تہوار کی پوری کچوری کو جائز کیا۔ اور پیر پیراںؒ کی گیارھویں پر حرام ہونے کا فتوے لگا دیا۔ ملاحظہ ہو فتوے رشیدیہ۔ اگر کسی مسلمان نے کسی اور بزرگ کی روح کو ثواب طعام بخشا اور قرآن پاک کو بھی اہل قبور کی ارواح کو بخشا یا چند آیات قرآن کریم بھی پڑھ کر بخشیں تو قرآن کریم کے پڑھنے سے اس کھانے کو بھی حرام کہہ دیا۔ جب ہندوؤں کو ان کی ہندو نوازی کا پورا اعتماد ہو گیا تو ہندوؤں نے سوچا کہ اگر ہم اسلام اور بانی اسلام کے نقائص تحریر کرتے ہیں تو ہمارا نقص بیان کرنا کامیاب نہ ہو سکے گا۔ البتہ انہی دیوبندیوں سے ہی کام لیا جاوے تو ممکن ہے انہوں نے مولوی محمد قاسم صاحب سے مدرسہ قاسمیہ دارالعلوم دیوبند کا اجرا کروایا۔ اور اس میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم سے اسلامی طلباء کو ورغلانا شروع کر دیا۔ اور تراجم قرآن کریم اپنی مرضی کے مطابق شائع کرنے شروع کر دئے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی اشرف علی